اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح

171

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار

نمبر ۲۰ جلد ۱۰

چندہ سالانہ دو روپے ۸ آنے

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء ۱۴ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نظمیں		صہ ۲
ہندوستان میں عورتوں کی رفتار ترقی نمبر ۵	جناب شبلی بی۔ کام۔	۳/۵
بچوں کی صحیح پرورش کیونکر ہو سکتی ہے۔	دفتر اصلاح دیہات لاہور۔	۶/۸
احمدی خواتین اہم فرض کیطرف متوجہ ہوں	محترمہ احمدی بیگم صاحبہ سہارنپور۔	۸/۱۱
پردہ	جناب ایم۔ ایس احمد خان صاحب	۱۱/۱۲
شذرات و رپورٹ . .		۱۳/۱۴
وصیت، پھول، اشتہار		۱۵/۱۶

بیوہ

جلوۂ جنت بداماں اور بلاؤں کا شکار
نوجوانی اور غموں کے سیل میں غرق و تباہ
زخم خوردہ دل، زباں خاموش، آنکھیں اشکبار
دم بخود احساسِ غم سے، شوخیٔ حُسن و جمال
یادِ ماضی سے جگر میں آگ، سینے میں کسک
زندگی دوبھر غموں سے بارِ احساسِ حیات
کوئی زیور ہے نہ زینت ہے نہ عطرِ مُشکبار

ہر نفس موجِ پریشاں ہر نظر بے اختیار
دِل میں حرماں کی بھڑکتی آگ لب پر سرد آہ
خشک لب، خاموش نظریں، نوجوانی سوگوار
شام کو سو جائے جیسے مہرِ تاباں کا جلال
رات کی تاریکیوں میں جیسے جگنو کی چمک
دِن اسیرِ بیکسی، مایوسیوں میں غرق رات
ملگجی سی ایک ساڑی اور وہ بھی تار تار

بیوگی میں لُٹ گیا ہے زینتوں کا قافلہ
چوڑیاں بھی ٹھنڈی ہیں اور چہرہ بھی اُترا ہوا

(نزہت واسطی بی۔اے)

لڑکیوں کو تعلیم دِلاؤ!

اُن کو عقل کی باتیں آئیں
اچھی اچھی دیں گی رائیں
اور وہ اَوروں کو سِکھائیں
لائق فائق بنے گی مائیں
لڑکیوں کو اسکول بٹھاؤ
خوب پڑھاؤ۔ خوب پڑھاؤ

عِلم بناتا ہے انسان
عِلم ہے مُردہ جسم کی جان
عِلم سے ہر شے کی پہچان
عِلم نہیں تو ہے حیوان
لڑکیوں کو اسکول بٹھاؤ
خوب پڑھاؤ۔ خوب پڑھاؤ

عِلم ہے دِل کا آئینہ
عِلم ترقی کا ہے زینہ
عِلم سے روشن ہو سینہ
عِلم ہے زر کا بس گنجینہ
لڑکیوں کو اسکول بٹھاؤ
خوب پڑھاؤ۔ خوب پڑھاؤ

گاؤں گاؤں میں ہوں اسکول
سب کہیں ملکر نیک اصُول
حاصِل ہوں باتیں معقول
غنچے کِھل کِھل کر ہوں پھُول
لڑکیوں کو اسکول بٹھاؤ
خوب پڑھاؤ۔ خوب پڑھاؤ

(از دفتر اصلاح دیہات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دار الامان مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۳۶ء

ہندوستان میں عورتوں کی رفتار ترقی

صنعت و حرفت کے لحاظ سے

(نمبر ۵)

آخری شعبہ جس میں عورتوں کی رفتار ترقی کا مطالعہ ہمیں کرنا تھا۔ صنعت و حرفت ہے۔

ہندوستان میں تین قسم کی صنعتیں ہیں:-

(۱) کھیتی باڑی اور دیہاتی کاروبار۔

(۲) کان کنی۔

(۳) پارچہ بافی و دیگر کارخانوں میں مزدوری

دیہاتی مصروفیتیں

ہندوستان کی آبادی کا تین چوتھائی سے زائد حصہ (۸۶ فیصدی) دیہاتوں میں آباد ہے دیہاتی عورت کی زندگی سادگی اور محنت و مشقت کا نمونہ ہوتی ہے۔ آپ نے نسوانی فرائض ادا کرنے کے علاوہ ایک دیہاتی عورت کو مرد کے کاروبار میں بھی حصہ لینا پڑتا ہے۔ پنجاب کے قصبات میں جاٹ اور زمیندار عورتیں دن بھر کھیتوں میں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ اور خصوصاً کٹائی کے وقت گھر کے تمام چھوٹے بڑے افراد اسی کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

بنگال کے گاؤں میں عورتیں مردوں کے ساتھ غلہ بونے، بیج ڈالنے، اناج اکٹھا کرنے، اور پانی دینے کے کام میں مصروف رہتی ہیں۔

جو عورتیں باہر نہیں جاتیں وہ گھر میں اسی طرح کا کام کرتی ہیں۔ مثلاً زمیندار کی بیوی غلہ جمع کرنے، گھاس اکٹھی کرنے، اور مال مویشی کی حفاظت میں میاں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ علاوہ اس کے اناج کا پیسنا، چرخہ کاتنا، اپنے اور اپنے بچوں اور میاں کے لئے کپڑے تیار کرنا بھی اسی کا کام ہے۔

جلاہے کی بیوی کپڑا بننے میں مدد دیتی ہے۔ تیلی کی بیوی کولھو پر کام کرتی ہے۔ درزی کی بیوی سلائی میں ہاتھ بٹاتی ہے۔ موچی کی بیوی کھالیں اکٹھا کرتی ہے۔ دھوبن تو اپنے میاں کا آدھا کام خود کرتی ہے۔ اور اکثر بھاری بھاری گٹھڑیاں اٹھا کر گھروں میں کپڑے لے جاتی ہے۔ کمہار کی بیوی مٹی ڈھوتی ہے۔ اور برتن ڈھالنے میں میاں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔

دیہات میں عورت کا ایک خاص کام گوبر اکٹھا کرنا بھی ہے۔ جو ایندھن کی صورت میں استعمال

کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اقتصادی نقطہ نظر سے یہ مستحسن کام نہیں۔ کیونکہ اس طرح ملک کی دولت کا صحیح مصرف نہیں ہوتا۔ تاہم ہم اس کے حسن و قبح پر سر دست بحث کرنے کیلئے طیار نہیں۔ بہرحال آج ایک اہم فریضہ ہے جو عورتیں دیہاتوں میں سرانجام دیتی ہیں؛

کان کنی اور عورتیں

کانوں میں بھی جگہ جگہ عورتیں زمین کے اندر کھدائی کا کام کرتی ہیں۔ اس وقت قریباً اَسّی ہزار عورتیں اِس پیشہ میں لگی ہوئی ہیں۔ کانوں میں عورتوں اور بچّوں سے کام کرانے کے متعلق بہت اختلاف ہے۔ جو تو اس کے حامی ہیں۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ عورتیں اور بچے سستے داموں پر مزدور مل جاتے ہیں۔ اِس لئے اُن کو ملازم رکھنے سے اخراجات میں کمی ہوگی۔ لیکن جو اس کے خلاف ہیں۔ اُن کے نزدیک زمین کے اندر کام کرنیسے بچّوں اور عورتوں کی صحت پر بہت ناگوار اثر پڑتا ہے۔ چونکہ غریب عورتیں بچّوں کو گھر پر نہیں چھوڑ سکتیں۔ اِس لئے وہ شیر خوار بچّوں کو بھی ساتھ لے جاتی ہیں۔ اور وہ گھنٹوں زمین کے نیچے گندی ہوا میں سانس لیتے ہیں جو اُن کی نشو و نما کے لئے بہت ضرر رساں ہے؛

اگرچہ گورنمنٹ نے عورتوں، اور نوجوان بچّوں کے اوقات کار میں تخفیف کمی کر دی ہوئی ہے۔ مثلاً کانوں کے اندر کسی عورت یا بچے کو چھ گھنٹے سے زائد کام کرنے کی اجازت نہیں۔ لیکن پھر بھی عورتوں پر اس کا ناگوار اثر ہوتا ہے۔ پتھروں دھاتوں اور مٹی کے ذرّات اُن کے پھیپھڑوں میں ہوا کیساتھ چلے جاتے ہیں۔ جو بعد میں تپ دق اور سل کی امراض پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ اُن کا رنگ اکثر زرد رہتا ہے۔ اور صحت و توانائی کے لحاظ سے عورتیں زندہ مردے معلوم ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو غریبوں میں رفتارِ پیدائش ویسے بھی زیادہ ہے۔ اور دُوسری طرف ماحول کا یہ اثر اُن کو زندہ درگور کر دیتا ہے۔

پارچہ بافی میں عورتوں کا حصّہ

کان کنی کے علاوہ عورتوں کا محبوب پیشہ پارچہ بافی کے کارخانے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پارچہ بافی کے دَوران میں بعض طریقہ ہائے کار ایسے آتے ہیں جہاں صرف عورتوں کی پتلی پتلی اور پھرتیلی انگلیاں کام کر سکتی ہیں۔ مثلاً جہاں تاگا بٹتا ہے۔ اور اُس کی گولیاں بنتی ہیں وہاں عورتوں کی موجودگی اشد ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اڑھائی لاکھ عورتیں جو بنگال اور بمبئی کے کارخانوں میں کام کرتی ہیں۔ اُنمیں سے ساٹھ ہزار عورتیں صرف پارچہ بافی کے کارخانوں

بیں کام کرتی ہیں۔ اور پچپن ہزار عورتیں بنگال کے سن پاٹ کے کارخانوں میں، اور باقی دیگر فیکٹریوں میں ہیں ؛

عورتیں چائے کے کھیتوں میں

بنگال اور آسام میں چائے کے کھیتوں میں بہت سی عورتیں کام کرتی ہیں۔ صرف آسام میں اڑہائی لاکھ کے قریب عورتیں اس کام میں مصروف نظر آتی ہیں۔ چائے کے پیڑوں سے پتّیاں چُننا بھی نرم نرم اور نازک اُنگلیوں کا کام ہے۔ مرد اس کو بہ احسن طریق نہیں کر سکتے ؛

جنوبی ہند میں عورتیں چائے۔ کافی اور ربڑ کے کھیتوں میں کام کرتی ہیں ؛

مزدوری اور عورتیں

اِس کے علاوہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں عورتیں چاول، ریشم، اُون اور برتنوں کے کارخانوں میں کثرت سے نظر آتی ہیں ؛

اکثر کارخانوں میں قُلی کا کام عورتوں سے لیا جاتا ہے۔ اور کئی جگہ عورتیں عمارات پر بطور مزدور کے کام کرتی ہیں جس جگہ ریلوے لائن کیلئے بھرتی ڈالنی ہو۔ عورتیں بکثرت موجود ہوتی ہیں۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ عورتیں بالعموم کم مزدوری لیتی ہیں ؛

مزدوری میں کمی کی وجوہات

اب سوال یہ ہے۔ کہ عورتیں کم مزدوری کیوں لیتی ہیں ؟

اِس کی وجُوہات بالعموم ۲ دو ہیں :-

(۱) نسوانی مجبوریوں کیوجہ سے عورتوں کو سال کے اکثر حصہ میں غیر حاضر رہنا پڑتا ہے۔ اِس لئے مالکانِ کارخانہ کو اُن کی جگہ پر نئے مزدور رکھنے پڑتے ہیں۔ جن کو نئے سرے سے کام سکھانا پڑتا ہے۔ جب تک یہ مزدور باہر ہوتے ہیں۔ پہلی عورتیں واپس آجاتی ہیں۔ چونکہ کارخانوں کے مالک یہ نقصان برداشت نہیں کر سکتے اِس لئے وُہ کم تنخواہ دیتے ہیں ؛

(۲) عورتوں کے اندر تنظیم نہیں ہے۔ جہاں مردوں نے ٹریڈیونین اور حزب العمال وغیرہ ادارے اپنی مزدوری بڑھانے اور اوقات کار کم کرنے کے لئے بنا رکھے ہیں۔ وہاں عورتوں کے پاس ایسی کوئی مجالس نہیں ہیں جن کے ذریعے سے وہ اپنی شکایات کا احتجاج کر سکیں۔ عورتوں کی کم تنخواہ ہونے میں دُوسری وجہ کا دخل زیادہ ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ بعض فیکٹریوں میں عورتوں کی موجودگی از بس لازمی ہے مثلاً چائے اور پارچہ بافی کے کارخانوں میں اُن کے بغیر کام ہی نہیں چل سکتا۔ پس جب ضرورت زیادہ ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ عورتوں کو زیادہ پیسے دے کر ملازم نہ رکھا جائے۔ اگر انکو زیادہ مزدوری نہیں ملتی تو اِس کیوجہ محض یہ ہے کہ وہ منظم نہیں ہیں۔ اور اپنے حقوق کے لئے آواز نہیں اُٹھا سکتیں ؛

(باقی آئندہ)

خاکسار عبدالرحیم شبلی بی۔ کام

بچّوں کی صحیح پرورش کیونکر ہو سکتی ہے؟

ہندوستان کے ساحل پر قدم رکھتے ہی ہر سیاح کی نظریں معاً غلیظ اور گندے بچوں کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ ہر ملک میں مفلس باشندوں کے بچے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی ماؤں پر اس دنیا کی تمام راحتیں حرام کر دیتے ہیں ؛

بچہ کے پیدا ہوتے ہی اُس کی پرورش کا ذمہ ماں کے سپُرد ہوتا ہے۔ اور یہ کام بہت زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ اگر ماں بچّے کی دیکھ بھال نہ کرے۔ تو اُس کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ اور بعد ازاں اِس میں اصلاح کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ سب سے اوّل بچّے کو اخلاقِ حسنہ سکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس مقصد کے لئے اسے مقررہ اوقات پر دُودھ دیا جائے۔ اور یہ نہیں کہ جب اُس کا جی چاہے پلا دیا۔ تندرست بچہ اپنی ماں کو بہت کم ستاتا ہے۔ اور صرف اُسی وقت روتا ہے جب کوئی خاص تکلیف ہو۔ مثلاً بھوک لگنے یا بھیگ جانے پر۔ مگر بدقسمتی سے ہندوستان میں بچّے تقریباً دن بھر روتے ہی رہتے ہیں۔ اور ہر مرتبہ ان کے رونے کو بھوک پر محمول کیا جاتا ہے ؛

رات کی نیند

بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ بچّہ رات کیوقت محض دودھ پینے کے لئے چلّائے۔ رات ماں اور بچّے دونوں کے لئے آرام کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ ماں چونکہ دن بھر گھر کا کام کاج کرتی رہتی ہے۔ اِس لئے رات کو اسے آرام کرنے کا کافی موقعہ ملنا چاہیئے۔ تاکہ صبح اُٹھنے پر وہ دوبارہ تازہ دم ہو کر اپنے روزانہ فرائض کو چُستی سے ادا کر سکے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی دودھ پینے کیلئے چلّائے گا۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ اسے دُودھ دے دینا چاہیئے۔ کیونکہ ماں کا دُودھ بچّے کیلئے جلاب کا کام دیتا ہے۔ اور جو کچھ غیر ضروری اجزا اُس کے معدہ میں ہوتے ہیں وہ خارج ہو جاتے ہیں۔ اِس کے بعد بچّے کو دُودھ پلانے کے اوقات مقرر کر لینے چاہئیں۔ تاکہ بار بار دودھ پی کر اُس کا ہاضمہ خراب نہ ہو جائے۔ بچہ بار بار دُودھ حاصل کرنے کے لئے چلّائیگا۔ لیکن اگر ذرا سختی سے کام لیکر اسے مقررہ اوقات پر دُودھ پینے کی عادت ڈالی جائے تو مستقبل میں بہت سی تکالیف کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ بچّہ گھنٹوں روتا رہے۔ مگر جب وہ روتے روتے تھک جائے گا۔ تو اُسے نیند آجائے گی، اور وہ سو جائے گا۔ بچّے کو عمر کے لحاظ سے دن میں آخری مرتبہ رات کے نو اور گیارہ بجے کے درمیان خوراک دیجائے اور دوسرے روز صبح پانچ اور چھ بجے کے

درمیان پہلی مرتبہ خوراک دینے کا صحیح اور مناسب وقت ہے۔ ان اوقات کے درمیان بچے کی جسمانی حالت کے مطابق دو دو گھنٹہ یا تین تین گھنٹہ کے وقفہ کے بعد دودھ دینا چاہیئے ؛

بچے کو اُٹھائے پھرنا

بچے کے لئے کافی عرصہ تک آرام کرنا لازمی ہے۔ اور اسے دن بھر گود میں اُٹھائے پھرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس سے وہ ضدی ہو جاتے ہیں۔ اور ایک لمحہ کیلئے بھی تنہا رہنا پسند نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے ان مفلس لوگوں کو جو بچے کو کھلانے کے لئے نوکر یا دائی ملازم نہیں رکھ سکتے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بچے کی ہڈیاں نرم ہوتی ہیں۔ اور انہیں مختلف طریقوں سے بازوؤں پر تمام دن اٹھائے پھرنے سے ان کے جسم بھدے اور بے ڈول ہو جاتے ہیں ؛

ہندوستان کے لوگ گھروں میں عموماً چھوٹے لڑکوں کو نوکر رکھتے ہیں۔ جو کم عمر ہونیکی وجہ سے یہ نہیں جانتے۔ کہ بچے کو اُٹھانے اور کھلانے کے صحیح طریقے کیا ہیں۔ صبح کیوقت نہلانے دھلانے کے بعد بچے کو دودھ پلاکر بستر یا پنگوڑے پر لٹا دینا چاہیئے۔ اگر بچے کو اُٹھاکر اِدھر اُدھر ہوا میں اُچھالتے رہیں۔ تو دودھ ہضم نہیں ہو سکتا۔ جو بچہ صاف ستھرا ہو یا اُسے بھوک نہ ہو۔ یا بھیگ نہ گیا ہو۔ تو وہ تنگ نہیں کرتا۔ بلکہ چپ چاپ مطمئن گھنٹوں تک سویا رہتا ہے۔ چھوٹی عمر کے بچوں کو کسی اکیلی جگہ کھیلنے دیا جائے۔ جہاں بزرگوں کی آواز اُس تک نہ پہنچ سکے۔ جونہی بچہ چلنا پھرنا سیکھ لے اُس کو کم از کم گھر کی چار دیواری کے اندر گود میں نہ اٹھایا جائے۔ اور اسے ورزش کرنے کا کافی موقعہ دیا جائے۔ اُسوقت اسے یہ بھی بتایا جائے۔ کہ اُس نے کہاں مقرر جگہ پر پاخانہ یا پیشاب کرنا ہے۔ تاکہ وہ جگہ جگہ رفع حاجت کے واسطے نہ بیٹھتا پھرے اور اسے بتایا جائے۔ کہ وہ ہر جگہ اور ہر وقت نہ تھوکتا پھرے ؛

اچھی عادات اور صفائی

چار برس کی عمر میں بچوں کو دستر خوان کے آداب سکھائے جائیں۔ فرش یا کرسی پر آرام سے بیٹھنے کی تلقین کی جائے اور بتایا جائے۔ کہ کھانے پر ادھر اُدھر ہاتھ نہ مارنا چاہیئے۔ بلکہ جو کچھ دستر خوان پر موجود ہو اُسی پر قناعت کرنی چاہیئے۔ لقمہ چباتے وقت منہ بند رکھیں۔ اور دستر خوان یا میز پوش آلودہ نہ کریں۔ کھانا اچھی طرح چبا کر کھایا جائے۔ اور کھاتے وقت پانی نہ پیا جائے۔ کیونکہ اگر لقمہ اچھی طرح چبا کر کھایا جائے گا۔ تو اسے حلق سے نیچے اُتارنے کے لئے پانی کی ضرورت نہیں۔ بچے کے کپڑے اور بدن ہمیشہ صاف اور ستھرے رہنے چاہئیں۔ انہیں یہ تعلیم دی جائے۔ کہ نوکر چاکر وغیرہ بلکہ ہر شخص کیساتھ نرمی اور حلیمی سے پیش

آؤ۔ اور انہیں جب کوئی چیز درکار ہو تو اجازت کے بغیر جب جی میں آئی نہ اُٹھانی چاہیئے۔ انہیں بتایا جائے۔ کہ بزرگ جب آپس میں گفتگو کر رہے ہوں۔ تو اُن کی بات ٹوکنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ بلکہ جب وُہ اپنی گفتگو ختم کر لیں۔ تو پھر انہیں کلام کرنا چاہیئے۔ غرضیکہ بچے کو اِس بات کا احساس دلایا جائے۔ کہ وہ ایک چھوٹی عمر کا شریف زادہ ہے۔

ماں کو یہ احساس ہونا چاہیئے۔ کہ یہی بچے کل کو جوان ہوکر اِس ملک کے نوجوان بننے والے ہیں۔ جن کی صحت اور اخلاق پر تمام ہندوستان کی ترقی منحصر ہے۔ اِس لئے اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے بچّوں کی اس طرح پرورش کرے۔ کہ جوان ہوتے پر وہ اپنے ملک کی خدمت احسن طریق پر انجام دے سکیں۔ اور ان کے وجود پر ملک کو بجا ناز ہو۔ ورنہ ہندوستان کے لئے اپنے قدیمی وقار اور خوشحالی کو دوبارہ حاصل کر لینا بہت مشکل ہے۔

(دفتر اصلاح دیہات لاہور)

کیا آپ نے اب تک مصباح کے لئے کوئی خریدار بنایا؟

کیا آپ مصباح کا چندہ سالانہ ادا کر چکے ہیں؟

کیا آپ نے مصباح کیلئے کوئی مضمون لکھا؟

احمدی خواتین اپنے ایک اہم فرض کیطرف متوجہ ہوں

آج سے پچاس سال قبل جبکہ دنیا ایک گمراہی کے گڑھے میں گر رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنا ایک پیارا بندہ اسکی حالت کو سنوارنے کے لئے قادیان جیسی گمنام بستی میں بھیجا جس کا نام حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی ہے۔ آپؑ نے بموجب حکم خداوندی ۱۸۸۰ء میں اپنے منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ جس میں کہ حضورؑ نے تمام دنیا کے باشندوں کو حق اور راستی کی طرف آنے کی دعوت دی۔ مگر آپؑ کے دعویٰ کو سُنکر ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر دُوسرے سرے تک مخالفت کا ایک طوفان بدتمیزی تھا جو برپا ہو گیا۔ وہی علماء جو کبھی آپؑ کو اسلام کا سچّا خادم اور جان نثار سمجھتے تھے۔ آپؑ کو (نعوذ باللہ) دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے لگے۔ انہوں نے آپؑ پر طرح طرح کے کفر کے فتوے لگائے۔ غرضیکہ اِس دعویٰ کے بعد ہر طرف آپؑ کے مخالف لوگ نظر آتے تھے۔ ان مخالف علماء نے بہتیرا زور لگایا۔ کہ آپؑ کے اِس دعویٰ کو کوئی قبول نہ کرے۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے حق پسند اور حق کے متلاشی لوگوں نے آپؑ کو قبول کیا۔

گو شروع شروع میں آپؑ کی جماعت ایک نہایت ہی قلیل التعداد جماعت تھی۔ مگر باوجود قلیل ہونے کے وہ اپنے اہم فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کرتی رہی۔ اور اس قلیل جماعت کی کوشش سے آج ہم دُنیا کے ہر کونہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے دیکھتے ہیں۔ اور اب یہ جماعت دِن دُگنی اور رات چوگنی ترقی پر ہے۔ الحمدللہ کہ آج وہی جماعت جس کی تعداد کبھی انگلیوں پر شمار ہوتی تھی ایک اچھی خاصی اسلامی جماعت بنی ہوئی ہے۔ اور اس بات کا آج دشمن بھی اقرار کر رہے ہیں۔ کہ جماعت اسلام کی بڑی عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہی ہے +

چنانچہ اب مَیں اپنے اس اصل مضمون کیطرف متوجہ ہوتی ہوں۔ جو کہ میرا خاص مطلب ہے۔ میں نے اُوپر بیان کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اِس وقت ایک خالص مذہبی جماعت ہے۔ جس کی وجہ سے اسپر تمام دُنیا کی اصلاح کا فرض عائد ہوتا ہے۔ اِسلئے ضروری ہے۔ کہ یہ اپنے ان تمام فرائض کو سمجھے جو اسلام کیطرف سے اسپر عائد کئے گئے ہیں۔ اور پھر اُن پر عامل ہو کر دُنیا کی اصلاح میں لگ جائے۔ اِس وقت مَیں ان تمام فرائض کا ذکر اس مختصر مضمون میں کرنا مناسب نہیں سمجھتی۔ مگر ایک فرض جو کہ اِس جماعت کی خواتین پر خصوصیت سے ہے۔ اُس کا کسی قدر ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ اور وہ فرض یہ ہے کہ ہم اپنی اُن بہنوں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھا لیں جو کہ کسی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکیں۔ اور تعلیم نہ ہونے کیوجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے جہالت کے گڑھے میں رہیں۔ جس کیوجہ سے وہ نہ صرف خود اسلام کی پاک اور پُرحکمت تعلیم سے آگاہ نہ ہو سکیں۔ بلکہ وُہ آیندہ نسل کی بھی رُوحانی ترقی میں ٹھوکر کا باعث ہُوئیں۔ کیونکہ اوائل عمر میں بچہ ماں کا اثر قبول کرتا ہے۔ اِس لئے جو ماں ہی نیک و بد میں تمیز نہ کر سکے گی یقینی امر ہے۔ کہ اُس کا بچہ بھی ویسا ہی ہوگا۔ حالانکہ ہر قوم کی ترقی کا انحصار بچوں کی اعلیٰ تربیت کئے جانے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اِس وقت جماعت احمدیہ کو اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ اِس کی عورتیں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ تاکہ وُہ اسلامی حکموں سے آگاہ ہوں۔ اور اپنے ان بچوں کی تربیت کا فرض نہایت احسن طور پر سرانجام دیں جنپر کہ آیندہ ترقی کا انحصار ہے +

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ کی عورتیں تعلیم میں بڑھ رہی ہیں۔ جو کہ نہایت مسرت انگیز اَمر ہے۔ مگر افسوس کہ جماعت کی مستورات کا ایک حصہ ابھی ایسا ہے۔ کہ جنہیں بالکل تعلیم نہیں دی گئی۔ مگر وہ کسی نہ کسی وجہ سے احمدیت میں داخل ہو گئیں۔ مثلاً کسی جاہل عورت کا خاوند احمدی ہو گیا۔ تو وہ اس ڈر سے کہ شاید اب مجھے

مہر یا جائیداد میں حصہ نہ ملے۔ اس لئے احمدی ہوگئی۔ حالانکہ یہ بات نہایت لغو سی ہے۔ مگر وہ بہالت کیوجہ سے اسے نہیں سمجھی۔ اور بغیر سوچے سمجھے احمدی ہوگئی۔ اب اگر کسی جگہ کوئی ایسا موقعہ آجائے۔ کہ کوئی اس سے سوال کرے کہ احمدیت کیا ہے۔ اس کی تعلیم کیا ہے۔ تو وہ سوائے اس کے اور کچھ نہ کہیگی۔ کہ ہمیں کیا خبر ہم تو اپنے فلاں رشتہ دار یا فلاں مقصد کے واسطے احمدی بنیں اور یہ بات احمدیت کے خوشنما نورانی چہرہ پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔ اول تو ایسی عورتوں کے خاوندوں کو چاہیئے۔ کہ وہ پہلے انہیں اچھی طرح احمدیت کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ ورنہ اس طرح بجائے ترقی کے اور بجائے اس کے کہ اس کی آخرت سدھر جائے، اور زیادہ تنزل ہوگا۔ پھر اگر ایسی عورتیں احمدیت میں داخل ہوگئی ہیں۔ تو میں جماعت کی اہل علم مستورات سے اپیل کرتی ہوں۔ کہ وہ ان کی طرف متوجہ ہوں۔ اور ان کی اصلاح کریں۔ تاکہ وہ سیاہ داغ جو لگا ہے دور ہو جائے ۔

ابھی چند دن ہوئے۔ کہ ہمارے عزیزوں سے ایک خاتون جو کہ عرصہ آٹھ ماہ کا ہوا احمدی ہوچکی ہیں۔ اور اب وہ اس جگہ اپنے کاروبار کی خاطر آئی ہوئی ہیں ملنے کے لئے آئیں۔ تو انہوں نے اثناء گفتگو میں کہا۔ کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ ہمیں اس قلیل عرصہ میں احمدیت کے متعلق بہت کچھ معلوم ہوچکا۔ مگر میں نے لکھنؤ اور بنارس وغیرہ میں بعض عورتیں ایسی دیکھی ہیں کہ وہ کافی عرصہ سے احمدی ہیں۔ مگر وہ احمدیت کی تعلیم سے مطلق بے بہرہ ہیں۔ یہ بات سنکر مجھے اس قدر رنج ہوا۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتی کیونکہ ایک روحانی جماعت کا ایک فالج زدہ حصہ ہو تو یقیناً میں ہی نہیں بلکہ ہر حساس انسان اسبات کا رنج محسوس کریگا۔ چنانچہ انکی اسی بات نے مجھے اس مضمون کے لکھنے پر آمادہ کیا۔ میں سمجھتی ہوں۔ کہ اگر لجنات اماء اللہ اس طرف خیال کریں۔ کہ وہ بے علم احمدی مستورات کو دینی مسائل سمجھانے کے لئے خصوصیت کے ساتھ چند عورتیں مقرر کردیں۔ تو یہ فالج زدہ حصہ بھی چند دنوں میں اپنے جیسے (بے علم) حلقہ میں تبلیغ کا کام کرسکتا ہے ۔

جہاں پر لجنہ نہیں وہاں کی مستورات بھی اس طرف توجہ کریں۔ کہ جاہل عورتوں کو اسلام اور احمدیت کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ اور نہ صرف تعلیمیافتہ احمدی بلکہ ہر احمدی ان پڑھ بہن کو بھی اس میں شامل کریں تو میرے خیال میں یہ کمی پوری ہو جائے گی۔ مگر احمدی خواتین کی توجہ درکار ہے ۔

آجکل عام طور پر امیر غریب یا شہری دیہاتی کا خیال کیا جاتا ہے۔ مگر ایک اہل علم اور احمدی خاتون کو کہ جس کا مقصد ہی دنیا میں

ہدایت پھیلانا ہے۔ ایسے خیال سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور اپنی دوسری بہنوں کی آخرت کا خیال رکھتے ہُوئے ان کی رہبری کرنی چاہیئے۔ پس چاہیئے۔ کہ جو بہنیں اپنے آپ کو احمدیت کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتی ہیں، وہ اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کریں۔ اور خلقِ خدا کی رہبری کیطرف متوجّہ ہوں۔ پس اے احمدی بہنو! اُٹھو۔ اور کمر ہمّت باندھ کر اپنی بہنوں کی اِصلاح میں لگ جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ سے انعام حاصل کرو۔ بالآخر مَیں پھر ایکدفعہ اپنی احمدی بہنوں کو عموماً اور لجنات اماء اللہ کی پریذیڈنٹ و سیکرٹری صاحبات کو خصوصاً اس طرف متوجّہ کرتی ہُوں کہ وہ اپنے اپنے ہاں اس بات کا خاص انتظام کریں۔ اور انہیں صحیح اسلامی حکموں پر چلنے کی تلقین کریں۔ اور احمدیت کی تعلیم سے آگاہ کریں؛

بہنیں میرے لئے بھی دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامل ایمان عطاء کرے۔ اور مجھے بنی نوع اِنسان کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز یہ کہ وہ مجھے علم عطا کرے تاکہ مَیں اپنے پیارے مصباح میں کچھ نہ کچھ لکھکر بھیجنے کے قابل ہو جاؤں؛

راقمہ عاجزہ احمدی بیگم احمدی سہارنپور

ہر احمدی خاتون کا فرض ہے کہ وُہ توسیع اشاعت مصباح کیلئے کوشش فرمائے؛

(مینجر)

پردہ

آج کل انگریزی طرزِ معاشرت کے دلدادہ پردہ کے سخت مخالف نظر آتے ہیں۔ اُن کا بیان ہے۔ کہ ہماری قوم کو بغیر بے پردگی کے ترقی کرنا ناممکن ہے۔ کیوں کہ پردہ تعلیم نسواں اور صحت دونوں کے لئے مضر ہے۔ جائے تعجب ہے۔ کہ مخالفین اہلِ اِسلام کہلا کر خود بجائے پردہ کو ترقّی دینے کے سراسر اس کے باب میں تنزّل کی بنا ڈالتے ہیں۔ پردہ ہی وُہ شَے ہے، جو کہ مستورات کا ہر حال میں محافظ ہے۔ اِس بات کو اہلِ ہنود بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ واقعی پردہ بڑا قیمتی جوہر ہے۔ اِس کا مستورات میں نہ رائج ہونا قوم کی بڑی بدنصیبی کا باعث ہے۔ بعض صاحبان نے ایک یہ بھی حیلہ کھڑا کر دیا ہے کہ خواتینِ عرب بازاروں میں خود خرید و فروخت کرتی ہیں۔ یہ صحیح اور بالکل درست ہے۔ لیکن کس طرح پر؟ اِس کی اجازت تو شریعت نے بھی دی ہے۔ اسوقت جبکہ کوئی سرپرست نہ ہو۔ یا کوئی اور ضروری امر مجبور کرے۔ تب یہ حکم ہے، کہ سر سے پاؤں تک بُرقعہ میں پوشیدہ ہو جاوے۔ اِس طرح نہیں، کہ بے نقاب و بُرقعہ کُھلی گاڑیوں میں سیر و تفریح

کو نکلیں، جس طرح کہ آج کل کی اکثر خواتین نظر آتی ہیں ۔

حدیث شریف میں لکھا ہے۔ کہ "جب ہمارے پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر نیک اختر مسجد نبویؐ میں تشریف لے جاتی تھیں۔ تو آپؓ اپنے تمام جسم کو چادر میں پوشیدہ کر لیتی تھیں۔ اور نیز مسجد و کوچہ میں ممانعت کر دی جاتی تھی، کہ جب تک آپؓ واپس تشریف نہ لے جاویں کوئی دُوسرا شخص اس راستے سے نہ گذرے" پس اِس حدیث شریف سے ظاہر ہے۔ کہ پردہ کی پابندی کا کس حد تک اِسلام میں حکم ہے ۔

دراصل مخالفین صاحبان شیفتہ تو انگریزی طرز معاشرت کے ہیں۔ لیکن بہانہ غریب عرب کا پکڑ لیا۔ افسوس ہے۔ کہ وُہ ان اصحاب کی حالت پر غور نہیں کرتے، کہ جو بے پردگی کی وجہ سے کن کن بلاؤں اور آفتوں میں مُبتلا ہیں ۔

پردہ نہ تو تعلیم کا مانع ہے۔ نہ صحت میں کوئی مُضر ثابت ہُوا ہے۔ میری عقل اِس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مدد نہیں دیتی کہ پردہ صحت کو کیونکر مُضر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ صحت کا دار و مدار تو صفائی، ورزش اور صاف اور کھُلی ہوَا پر منحصر ہے۔ پردے کی مخالفت کے کیا معنی، سیر و تفریح گلگشت باغ وغیرہ بھی پردے کے اِنتظام میں ہو سکتی ہے۔ پردہ کسی امر کا مانع نہیں۔ زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے، کہ ہمارے ہاں کی مستورات خود یہ چاہتی ہیں۔ کہ ہم اِس پردے کی قید سے آزاد ہو جاویں۔ اور انگلش لیڈیز بنجاویں۔ جو کہ عموماً بے پردہ گاڑیوں میں سیر و تفریح کرنے کے لئے جاتی ہیں ۔

حال ہی کا واقعہ ہے۔ کہ مَیں ڈیرہ دُون سے قادیان آرہا تھا۔ راستے میں ایک سٹیشن پر مَیں نے ایک مُسلمان بیوی صاحبہ کو دیکھا کہ وُہ بنچ پر آرام فرما رہی تھیں۔ لیکن ان کا لباس یہ ثبوت دے رہا تھا۔ کہ گویا وہ کوئی بانکے مرد ہیں۔ اور اُنہوں نے اپنی داڑھی مونچھ منڈوائی ہُوئی ہے۔ کیونکہ وہ سفید علیگڑھ فیشن کا پاجامہ اور سفید قمیض زیب تن کئے ہُوئے تھیں۔ اور سر پر ایک چھوٹا سا رومال لپیٹا ہُوا تھا ۔

یہ دیکھتے ہی مجھے اپنی بدنصیب قوم پر بے حد افسوس ہُوا۔ اور مَیں نے اپنے دِل میں کہا۔ کہ یہ ہیں وہ عورتیں جو اپنے آپکو پردہ نشین بیگمات کہلاتی ہیں۔ یہ الفاظ میری زبان پر ہی تھے کہ گاڑی چل پڑی اور مَیں اسمیں سوار ہو گیا ۔

خاکسار ایم۔ ایس احمدؐ خان معرفت ڈاکٹر محمد طفیل خان ایم، ڈی قادیان

دعائے صحت:۔ خاکسار کا لڑکا محمد ارشد بیمار ہے مصباحی بہنیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔ محمد اسمٰعیل ... مصباح

شذرات

ایک عورت وِنڈسر سے دَوڑتی ہُوئی لنڈن جا پہنچی - یہ فاصلہ ۲۶ میل کا ہے - اس فاصلہ کو طے کرنے میں اُسے چار گھنٹے پچیس ۲۵ منٹ لگے - وُہ اس دَوڑ سے یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ عورتیں بھی دَوڑ میں مَردوں کیطرح حصہ لے سکتی ہیں - اِس عورت کا نام مس وائلیٹ ہیریس ہے - اسے ۸۰ اشخاص کیساتھ جو دوڑ میں حصہ لے رہے تھے - مقابلہ کرنے کی اجازت نہ دی گئی - اِس اکیلی نے مردوں کی دَوڑ شروع ہونے سے پہلے ہی وِنڈسر سے دَوڑنا شروع کر دیا - مَردوں کی دَوڑ میں جو شخص بازی لے گیا - اُس کا نام مسٹر اے - جے نواس تھا - اور اس نے ساری دَوڑ دو ۲ گھنٹے تیس ۳۰ منٹ میں ختم کی ؛

کینٹن کے سرکاری افسروں کو جو عورتوں کے لباس میں اصلاح کرنا چاہتے تھے - عورتوں کی سخت مخالفت کے آگے جھکنا پڑا ہے - اور اِس سلسلہ میں اپنی کوشِشیں بند کر دی ہیں - افسروں کا مقصد عورتوں کو ایک خاص لباس پہننے پر مائل کرنا تھا - نفیس سلک وغیرہ کے کپڑوں پر پابندی عائد کیگئی - کچھ تو اس خیال سے کہ اس قسم کا کپڑا باہر سے آتا ہے - اور کچھ اس خیال سے کہ قدامت پسند بزرگوں کی نظروں میں فضول خرچی اور بیحیائی کا باعث ہے ؛

مسز برنارڈ شائین برگ ۶۹ بچوں کو پیدا کر کے ۵۶ سال کی عمر میں گزر گئی - اس کے ہاں چار دفعہ چار چار توام بچے پیدا ہُوئے - سات دفعہ تین تین توام بچے پیدا ہُوئے - اور سولہ دفعہ دو دو ۲ توام بچے - اس کا خاوند ابھی تک زندہ ہے - اسکے ہاں اس کی دُوسری بیوی سے بھی اٹھارہ بچے پَیدا ہُوئے - اس کی عمر ۷۰ سال ہے - اور اسکے ہاں جو ۸۷ لڑکے لڑکیاں پَیدا ہُوئے - اُن میں سے ۶۷ تو ابھی تک زندہ ہیں ؛

۱۵۶۲ء میں فرانس ڈی سول کو مُردہ قرار دے کر قبر میں دفنا دیا گیا - دفنائے جانے کے چھ گھنٹے بعد اُس کے بھائی کی درخواست پر اسے قبر سے نکالا گیا - اور وہ پھر زندہ ہو گیا ؛

کئی ایسے لوگ ہیں - جنہیں کھانے کو روٹی نصیب نہیں ہوتی - لیکن شنگھائی کی بلّیاں ہیں کہ انہیں بڑے بڑے ہوٹلوں سے کھانا آتا ہے - اسوقت تین ۳ ہزار بلّیاں ایسی ہیں - جنہیں ہر روز ہوٹلوں سے صبح، دوپہر اور شام کے وقت نفیس طشتریوں میں کئی قسم کے کھانے آتے ہیں - یہ ہوٹل محض بلیوں کے آرام و آسائش کیلئے کھولے گئے ہیں ؛

کیلیفورنیا کے ایک انسان کا وزن ۷۰۸ پونڈ ہے - اس سے پہلے ایک شخص میمرٹ نامی ہُوا ہے - اسکا وزن ۷۳۰ پونڈ تھا - دُنیا کی سب سے بڑی موٹی عورت .... ہے جس کا وزن ۴

ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء بروز ہفتہ

عاجزہ اہلیہ شیخ قمرالدین صاحب ہیڈ کلرک کے مکان پر زیر صدارت اہلیہ آغا علی حسین صاحب منعقد ہوا۔ اِس جلسہ کا محرک ہندو بہنوں کا ایک جلسہ تھا۔ جسپر ہم چند بہنیں گئی تھیں۔ اور اُنہوں نے اسلام پر چند اعتراض کئے تھے۔ اِس لئے انکو تبلیغ کرنے کے لئے ہندو اور غیر احمدی بہنوں کو دعوتی رُقعے بھیجکر بُلایا گیا تھا۔ خُدا کا شکر ہے۔ کہ ہندو اور غیر احمدی بہنیں کثرت سے شامل جلسہ ہُوئیں۔ ہندو اور سکھ بہنوں کی تعداد قریباً چالیس تھی۔ اور غیر احمدی بہنوں کی ۲۵ - احمدی بہنیں بھی ۲۱ تھیں۔ علاوہ ازیں بچے بھی کم از کم چالیس کے قریب تھے ✦

جلسہ شروع کرنے سے پہلے تمام حاضرین کی لیمونیڈ سے تواضع کی گئی۔ اور تین بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی ✦

تلاوت قرآن مجید اہلیہ صاحبہ بابو محمد اسمٰعیل صاحب (غیر احمدی) نے فرمائی۔ عاجزہ نے نظم پڑھی۔ اہلیہ صاحبہ میاں غلام حسین صاحب امیر جماعت نے مضمون رسول کریمؐ کے احسانات صنفِ نازک پر پڑھا۔ حمیدہ بیگم بنت شیخ قمرالدین صاحب نے نظم "وہ نکاتِ معرفت بتلائے کون" سُنائی۔ اہلیہ صاحبہ علی حسین صاحب (غیر احمدی) نے رسُول کریمؐ کا اپنے قرض خواہوں کے ساتھ سلوک پر مضمون پڑھا۔ نصیر فاطمہ بنت میر ظہور الحسن صاحب نے نظم "محمدؐ کا دُنیا میں چمکا ستارا" پڑھی۔ عاجزہ نے "رسُول کریمؐ کی شادیاں آپؐ کے کمال کا ثبوت ہیں" پر مضمون پڑھا۔ اور نظم "تم سچے مومن بنجاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو" سُنائی۔ ایک غیر احمدی بچے امتیاز حسین نے "رسُول کریمؐ کا دُشمنوں کیساتھ سلوک" پر مضمون پڑھا۔ عاجزہ نے نظم "اسلام سے نہ بھاگو راہ ہُدیٰ یہی ہے" سُنائی۔ اور پیار النساء دختر بابو محمد اسمٰعیل صاحب (غیر احمدی) نے رُوحانی شہنشاہ پر مضمون پڑھا۔ عاجزہ نے اِس اعتراض کے جواب - کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں مانا ؟ پر مضمون سُنایا۔ اہلیہ صاحبہ میاں غلام حسین صاحب امیر جماعت نے نظم "قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے" سُنائی۔ حمیدہ بیگم بنت شیخ قمرالدین صاحب نے "آنحضرت صلعم کی تلوار" پر مضمون پڑھا۔ عاجزہ نے نظم "خالق نے کیا بنائی ہے نور نظر نماز" سُنائی۔ دو کمسن (غیر احمدی) بچوں نے نظم کیا ہی پیارا نام محمدؐ پڑھی۔ نصیر فاطمہ بنت میر ظہور الحسن صاحب نے دُنیا کا ہادیؐ پر مضمون سُنایا۔ سعیدہ بنت میر ظہور الحسن صاحب نے نظم "ہماری دُعا سُن لے اے ربِ اکبر" پڑھی۔ حمیدہ بیگم بنت شیخ قمرالدین صاحب نے اِسلام کا روشن چہرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا پر مضمون پڑھا۔ عاجزہ نے دو نظمیں کلام محمود سے پڑھیں۔ بعد ازاں ایک دُعائیہ نظم - عزو التجا کے ساتھ اب دُعا کے لئے اُٹھاؤ ہاتھ - پڑھی ✦

اختتام جلسہ پر ایک ہندو بہن نے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نظم سُنائی۔ اور تمام ہندو، سکھ، غیر احمدی اور احمدی بہنوں نے نعرۂ تکبیر - اللہ اکبر - اور غلام احمدؐ کی جے کے نعرے لگائے ✦ (عاجزہ [illegible] بیگم [illegible] اہلیہ شیخ قمرالدین صاحب ہیڈ کلرک پی - ڈبلیو - ڈی - بنوں)

وصیتیں

۴۶۱۲ء منکہ امۃ الحفیظ بیگم بقاپوری زوجہ سید عباس علی شاہ صاحب قوم جالپ عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲- اگست ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

میرے مرنے کیوقت جو ترکہ ثابت ہو۔ اسکے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے :-

(۱) زیور قیمتی -/۳۲۴ روپے۔

(۲) ظروف قیمتی -/۲۲ روپے۔

(۳) مہر پانصد روپیہ۔

(۴) نقدی ساٹھ روپے۔ کُل جائیداد نوسو چھ روپے۔ مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق میں اپنی کُل جائیداد قیمتی -/۹۰۶ روپے کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات پر اگر اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اُسکے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم حصہ وصیت کردہ کی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو یہ رقم حصہ وصیت سے منہا کردی جائیگی ۔

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم بقاپوری اعظم مقامی والد موصیہ

العبد:۔ امۃ الحفیظ بیگم بقلم خود ۔ گواہ شد:۔ عباس علی شاہ بقلم خود [illegible]

۴۳۵۳ء منکہ غلام فاطمہ زوجہ شیخ غلام قادر صاحب قوم ککے زئی عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

(۱) میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی ۔

(۳) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

زیور ڈنڈیاں طلائی اڑھائی تولہ قیمتی -/۹/۹۱ روپیہ اور مہر -/۳۲ روپے جو بذمہ خاوند ہے۔ کل میزان -/۹/۱۲۳ ہوتے ہیں ۔

گواہ شد:۔ غلام حسین مولوی فاضل محلہ دار الرحمت۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا غلام فاطمہ ۔ گواہ شد:۔ غلام احمد متعلم جامعہ احمدیہ محلہ دار الرحمت قادیان ۔ گواہ شد:۔ غلام قادر خاوند موصیہ نشان انگوٹھا ۔

عطیہ ہمشیرہ محمد نذیر صاحب بھٹی (والٹن ضلع لاہور) نے دو روپے بارہ آنے کی رقم ارسال کی ہے۔ کہ کسی نادار بہن کے نام ایک سال کیلئے مصباح جاری کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جزا ئے خیر دے۔ ہمشیرہ محمد نذیر صاحب کو اور ایک اور مخیر بہن کو کہ انہوں نے بھی مصباح کو اپنا عطیہ بھیجا ہے۔ جو اپنا نام محفوظ رکھنا چاہتی ہیں ۔ (مینجر)

رومال کا پھول

امۃ السلام اختر بنت احمد الدین صاحب مرحوم قادیان

مناسب و موزون رنگ لگائے جائیں بہت بھلا معلوم ہوگا۔

میری پیاری بہنو!

آپکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ عورتوں کے امراض کو عورتیں خوب سمجھتی ہیں۔ اِس لیئے آپ کی ہمدردی کے پیش نظر یہ اشتہار دے رہی ہوں۔ کہ اگر آپ مرض سیلان الرحم یعنی سفید رطوبت آتی ہے سر درد گرنا رہتا ہے۔ طبیعت سُست رہتی ہے معمُولی کام کاج کرنیسے تکان محسوس ہونے لگتی ہے فضول ادویات استعمال کر کے اپنی صحت خراب نہ کریں میرے پاس میری خاندانی مجرب دوا بنام نسوانی جو مرض سیلان الرحم کیلئے یقینی مفید بلکہ تریاق ہے۔ منگا کر اس موذی مرض سے نجات حاصل کریں۔ قیمت معہ محصُول ڈاک دو روپے آٹھ آنہ (عہ/)

اگر آپ کو ماہواری ٹھیک نہیں ہیں بے قاعدہ ہیں یا تکلیف سے آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے طبیعت خراب رہتی ہے تو میری دوا مفید النساء کا استعمال کریں۔ جو اس مرض کیلئے بہت بڑی کامیاب دوا ہے۔ قیمت مکمل خوراک معہ محصُول ڈاک دو روپے آٹھ آنہ (عہ/)

ملنے کا پتہ:۔ ایچ۔ نجم النساء بیگم معرفت انجمن احمدیہ شاہدرہ لاہور

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔